نوحہ

کڑیل جوان اکبرؑ مرنے کو جا رہا ہے
خاموش ہے خدائی سکتے میں کربلا ہے

ماں شیر سے پسر کو حسرت سے تک رہی ہے
چہرے پہ بیکسی ہے آنکھوں میں بے بسی ہے
اکبرؑ رہے سلامت ہونٹوں پہ یہ دعا ہے

بانو تڑپ کے بولی ارمان تو بڑھا لوں
اپنے جواں پسر کو دولھا تو میں بنا لوں
آئے گا اب نہ واپس اکبرؑ مجھے پتہ ہے

فریاد کر رہی ہیں بہنیں تڑپ تڑپ کر
رو رو کے کہہ رہی ہیں مت جاؤ بھائی اکبرؑ
بہنوں کو بھی کسی نے کیا یہ بتا دیا ہے

خاموش ہو گئی ہے کچھ بولتی نہیں اب
سہمی ہوئی زمیں پر بیٹھی ہوئی ہے زینبؑ
شبیرؑ نے نہ جانے زینبؑ کو کیا کہا ہے

سر پیٹتا ہے کوئی کرتا ہے کوئی ماتم 424
ہے ایسا غم کے مارے سیّدانیوں کا عالم
خیموں میں شاہِ دیں کے کہرام مچ گیا ہے

کرب و بلا کے بن میں اکبرؑ ہیں آ گے آ گے
اٹھارہ سال پالا جس نے گلے لگا کے
اکبرؑ کے پیچھے پیچھے وہ باپ جا رہا ہے

دریا کی سمت دیکھا ٹھوکر جو رَن میں کھائی
کچھ دیر کو تو آ جا عباسؑ میرے بھائی
یہ کہہ کے میرا مولاؑ مقتل میں گر گیا ہے

بھائی بھتیجے یاور کوئی نہیں ہے گوہرؔ
اللہ رے یہ غربت یہ بیکسی کا منظر
دشتِ بلا میں تنہا مظلومِ کربلا ہے